۶/ دسمبر ۱۹۱۲ء

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَ الْفَجْرِ۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ۔ وَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ۔ وَ الَّيْلِ اِذَا يَسْرِ۔ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ۔ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۔ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ۔ وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۔ وَ فِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ۔ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَكْرَمَنِ۔ وَ اَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ۔ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَهَانَنِ۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۔ وَ لَا تَحٰضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔ (الفجر: ۲ تا ۱۹)

اور پھر فرمایا۔

قرآن کریم میں کوئی بہت بڑا عظیم الشان مضمون جیسے اللہ جل شانہ کی ہستی کا ثبوت، اللہ تعالیٰ کے

اسماء حسنیٰ، اللہ تعالیٰ کے افعال، اللہ تعالیٰ کی عبادتیں، یہ چار باتیں جناب الٰہی کے متعلق ہوتی ہیں۔

ملائکہ، اللہ تعالیٰ کے اسماء، اللہ تعالیٰ کے رسول، اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کو روکنا، جزا و سزا، کتب الٰہی پر ایمان، یہ بڑے مسائل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں آتے ہیں۔ ان دلائل میں سے بڑی عظیم الشان بات اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کریمہ میں فرمائی ہے کہ ہر ملک میں کوئی نہ کوئی قوم بڑی سخت ہوتی ہے۔ جس شہر میں میرا پرانا گھر تھا وہاں پر ایک سید کی زیارت ہے۔ اس شہر میں ان کی قبر پر جا کر قسم کھانا بڑی قسم ہے۔ اسی طرح بعض زمیندار جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں مگر دودھ پوت کی قسم نہیں کھاتے۔ اسی طرح ہندو گائے کی دم پکڑ کر قسم نہیں کھا سکتے۔ غرضیکہ ہر قوم اپنے ثبوت کے لئے کسی نہ کسی عظیم الشان قسم کو جڑھ بنائے بیٹھی ہے۔

عرب کے لوگ ہر ایک جرم کا ارتکاب کر لیتے تھے لیکن مکہ معظمہ کی تعظیم ان کے رگ و ریشہ میں بسی ہوئی تھی یہاں تک کہ جن ایام میں مکہ معظمہ میں آمد و رفت ہوتی تھی۔ کیا مطلب! ذی قعد، ذی الحج اور رجب میں وہ اگر اپنے باپ کے قاتل پر بھی موقع پاتے تھے تو اس کو بھی قتل نہیں کرتے تھے۔

تم جانتے ہو کہ جب شکاری آدمی کے سامنے شکار آ جاتا ہے تو اس کے ہوش و حواس اڑ جاتے ہیں۔ لیکن عرب میں جب حدود حرم کے اندر شکار آ جاتا تھا تو اس کو نہیں چھیڑتے تھے۔ پھر دس راتیں حج کے دنوں کی بڑے چین و امن کا زمانہ ہوتا تھا۔ ان دنوں میں بدمعاش لوگ بھی فساد اور شرارتیں نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یاد دلاتا ہے کہ ان امن کے دنوں میں تم اپنے باپ اور بھائی کے قاتل کو بھی باوجود قابو یافتہ ہونے کے قتل نہیں کرتے تھے۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ اب تم لوگ اللہ کے رسول کی مخالفت کو ان دنوں میں بھی نہیں چھوڑتے۔ اور کیا تم کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول جو عرب سے باہر آئے ہیں مثلاً مصر کے ملک میں فرعون تھا اس کے پاس رسول آیا یعنی فرعون کو سزا دی، جو خدا کے رسول موسیٰؑ کے مقابلہ میں تھا۔ پھر ہم نے عاد اور ثمود کی اقوام کو سزائیں دیں جو ہمارے رسولوں کے مقابل کھڑی ہوئیں۔

اور تم تو مکہ میں اور پھر حج کے دنوں میں بھی شرارت کرتے ہو اور نہیں رکتے تو تمہیں انصاف سے کہو کہ آیا تم سب سے زیادہ سزا کے مستحق ہو کہ نہیں؟

نیکی ہو یا بدی، بلحاظ زمان و مکان کے اس میں فرق آ جاتا ہے۔ ایک شخص کا گرمی کے موسم میں کسی کو جنگل ریگستان میں ایک گلاس پانی کا دینا جبکہ وہ شدت پیاس سے دم بہ لب ہو چکا ہو، ایک شان رکھتا ہے۔ مگر بارش کے دنوں میں دریا کے کنارے پر کسی کو پانی کا ایک گلاس دینا وہ شان نہیں رکھتا۔ یہ بات

میں نے تم کو کیوں کہی؟ تم میں کوئی رسول کریمؐ کے صحابہ مکہ میں تو بیٹھے ہوئے ہیں ہی نہیں۔ میں تم کو سمجھانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یاد رکھو جو امن اور اصلاح کے زمانے میں فساد اور شرات کرتا ہے‘ وہ سزا کا بہت ہی بڑا مستحق ہے۔

میرا اعتقاد ہے۔ جہاں کوئی پاک تعلیم لاتا ہے‘ جہاں لوگ سفر کر کے جاتے ہیں‘ وہاں مکانوں کی تنگی‘ کھانا سادہ ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ ایسی مصیبتیں جو لوگ اٹھا کر یہاں آئے ہیں اور وہ دن رات قرآن سیکھتے ہیں‘ یہاں اگر کوئی فساد کرے تو وہ اصلاح کا کیسا خطرناک دشمن ہے۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ مجھ کو یقین ہے کہ جہاں بڑے بڑے لوگ ہیں وہاں بڑے بڑے سامان بہت سے مل سکتے ہیں۔ ان مکانوں کو چھوڑ کر جب کوئی یہاں آتا ہے تو وہ ہم کو بطور نمونہ کے دیکھتا ہے۔ ابھی ایک شخص بنگالہ سے یہاں آئے تھے۔ اتفاق سے ان کو مہمان خانہ میں کوئی داڑھی منڈا موچھڑیالہ شخص مل گیا۔ انہوں نے مجھ سے شکایت کی کہ ہم تو خیال کرتے تھے کہ قادیان میں فرشتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں تو ایسے لوگ بھی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص بھی آگیا جس کی شکل سے مجھ کو بھی شبہ ہوا کہ یہ مسلمان ہے یا ہندو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کیسے آئے ہیں؟ کہنے لگا کہ میں بیمار ہوں۔ علاج کرانے کے لئے یہاں آیا ہوں۔

الغرض جب لوگ یہاں آتے ہیں تو تم کو بہت دیکھتے ہیں۔ اب تم کو سوچنا چاہئے کہ اگر تم اصلاح کے لئے آئے ہو تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں امن اور اصلاح ہو وہاں فساد اور شرارت بری بات ہے۔ جہاں کوئی مصلح آیا ہو وہاں فساد کیسا؟ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر تم یہاں فساد کرو تو فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ کے سب سے بڑھ کر مستحق ہو یا نہیں؟ میں تمہارے سامنے یہ بطور اپیل کے پیش کرتا ہوں۔ جناب الٰہی مکہ والوں کو فرماتے ہیں کہ تمہیں انصاف کرو۔ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ کیا کوئی عقلمند ہے جو ہماری بات کو سمجھ جائے اور تہ کو پہنچ جائے؟ باہر تم گند کرو تو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتے جس قدر یہاں پہنچا سکتے ہو۔ جناب الٰہی فرماتے ہیں فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ بعض کو آسودگی سے ابتلا میں ڈالتے ہیں۔ وہ جناب الٰہی کے فضل کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ۔ جب تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں رَبِّيْٓ اَهَانَنِ کہ ہماری بڑی اہانت ہوئی۔ میں تم کو اور اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کسی کو یہ تعلیم ناپسند ہے اور یہاں تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تو تمہارے یہاں سے چلے جانے میں کوئی ہرج نہیں۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ یتیموں کا تم لحاظ کرو وہ میرے پاس آتے ہیں۔ میرے میں اتنی گنجائش نہیں۔

میری اتنی آمدنی نہیں کہ سب کا خرچ برداشت کر سکوں۔ مسکینوں کے کھانے کی فکر کرو۔

یہاں مدرسہ میں ایک طالب علم آیا تھا۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگا کہ یہاں جھوٹ بڑا بولتے ہیں۔ لنگر خانہ میں تو پچاس ساٹھ روپیہ ماہوار خرچ کرتے ہوں گے۔ مگر باہر سے ہزاروں روپیہ منگاتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا مدرسہ میں کس قدر خرچ ہوتا ہے؟ کہا' دس روپیہ ماہوار اکیلے کا خرچ ہے۔ آخر وہ یہاں سے چلا گیا۔ تم نیک نمونہ بنو۔ اگر غلطیاں ہوتی ہیں تو لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ (الانبیاء:۸۸) پڑھو۔ جناب الٰہی رحم فرمائیں گے۔

(بدر جلد ۱۲ نمبر ۲۶---۲۶ر دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴-۵)

☆-☆-☆-☆